**گہری نیند**

"اس ٹھنڈ میں گرم چائے پینے کا مزہ ہی کچھ اور ہے کیوں بھئ خان میاں؟" اشفاق دکان میں داخل ہوا۔ جی صاحب جی، چائے کے ساتھ کچھ اور بھی لیں گے آپ؟السلام عليكم۔ تم سہی د کاندار ہو پہلے آرڈر لیتے ہو، بعد میں سلام کرتے ہو۔ "ارے نہیں نہیں صاحب جی ، کیسے مزاج ہیں آپکے؟"۔ ٹھیک ہوں، اس مہنگائ میں ایک سفیدپوش جتنا ٹھیک ہو سکتا ہے، اس سے تو زیادہ ہی ٹھیک ہوں۔ خان تمہیں معلوم ہے کہ یہ دنیا بڑی منافق ہے؟  جھوٹی ہے ،مکار ہے، خود سے بھی جھوٹ بولتی ہے، کئ بار اللہ حقیقت کھول کر سمجھاتا ہے۔ مگر جان بوجھ کر نادان بنتی ہے۔ دکاندار نے معصومیت سے کہا "صاحب جی اتنا برا نہ کہیئے۔ ہم بھی اسی دنیا کا حصہ ہیں۔ آج آپ دنیا کے اتنا خلاف کیوں ہیں؟کوئ خاص وجہ؟"۔ بس کیا بتاوں جب سے نوکری ملی ہے میں ہر کسی کو خوش رکھتا ہوں۔مگر یہ لوگ ہیں کہ مجھے داد ہی نہیں دیتے،میری واہ واہ ہی نہیں ہے۔ کیا فائدہ میری دن رات کی محنت کا؟یہ دوغلے لوگ ہیں، چڑھتے سورج کو سجدے کرتے ہیں اور جیسے ہی وہ ڈھل جائے، چاند کی روشنی اوراسکے حسن و جمال کے قصیدے پڑھنے لگتے ہیں۔ کبھی بھی دنیادار شخص وفا نہیں کر سکتا۔"صاحب جی، جب آپ یہ سب جانتے ہیں تو اس دنیا کی خواہش کرتے ہی کیوں ہیں؟"خان میاں نے مزاح کیا۔ اشفاق سنجیدگی سے کہنے لگا "میں تو فکر اختیار کرنا چاہتا ہوں خان میاں، لیکن راستہ کون بتائے۔ روحانی مراکز میں سوائے نوٹنکی کے کچھ نہیں"۔ صاحب جی، کن باتوں میں پڑ گئے، آپ یہ چائے لیجئے اور اس سردی کا لطف اٹھائیے۔ "سردی گرمی صرف امیروں کے لیے ہے ۔ کبھی کسی غریب کے بچے کو ٹھنڈ سے کانپتے دیکھا ہے؟ وہ ٹھنڈ میں بھی برف کے درمیان اپنا رزق تلاش کرتا ہے۔ تپتی دھوپ میں ننگے پاؤں انگاروں پر چل کر زندگی کا صفر جاری رکھتا ہے۔ سردی گرمی کے چونچلے ہم امیروں کے ہاں پائے جاتے ہیں"۔صاحب جی؟ آپکی طبعیت تو ٹھیک ہے؟ ٹھنڈ سر پر تو نہیں چڑھ گئ؟  خان میاں میں فکر اپنانا چاہتا ہوں، مجھے راستہ بتلاو۔"صاحب جی! اگر میں اللہ کے اتنا قریب ہوتا تو دکان چلاتا؟ میرا اپنا محل نہ ہوتا؟ "خان غمزدہ ہوکر بولا ۔"خان میاں تم حلال کماتے ہو۔یہ ثبوت ہے کہ اللہ تم سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔وہ نہیں چاہتا کہ تمہارے جسم کا کوئ عضو حرام مال سے پلے"۔ صاحب جی میں تو آپکی مدد نہیں کر سکتا لیکن دعا ہے کہ جلد ہی  کوئ آپ کو سیدھے راستے ڈال دے۔ بیس روپے ہوئے صاحب۔ "یہ لو تیس، خیال رکھو"۔اللہ نگہبان صاحب جی! "خدا حافط!"۔

اشفاق دکان سے باہر نکلا اور انگڑائ لی ۔اچانک کہیں سے میلے کالے کپڑوں میں ملبوس ایک بچہ آیا۔اس نے اشفاق کا ہاتھ زور سے پکڑا اور کھینچتا ہوا اپنے ساتھ لے کر چلنے لگا۔ اشفاق کو کچھ سمجھ نہ آیا۔وہ خود کو روکنا چاہ رہا تھا مگر قدم خود اٹھتے جا رہے تھے۔زبان جیسے لقوہ مار گئ ہو۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام جسم اس بچےکے قبضے میں ہو۔ اشفاق کا زہن چیخ رہا تھا "رک جا اے لڑکے! میرا ہاتھ چھوڑ" لیکن دل اس کے ساتھ چلنے پر آمادہ تھا۔یہ کیفیت اشفاق کی سمجھ سے باہر تھی۔ بچے کے قدم تیز ہوتے گئے اور ایک خاموش سڑک پر جاکر ٹھہر گئے۔ لڑکے نے اشفاق کا ہاتھ پکڑے رکھا؛ آنکھوں میں دیکھا اور کہا "پڑھ!" آواز میں اتنی شدت تھی کہ اشفاق کی زبان سے خوف کے مارے کلمہ طیبہ نکلا۔ لڑکے نے ہاتھ کھینچ کر اشفاق کو زمین پر زور سے بٹھایا۔ "تیری خواہشات تجھے صرف بھگاتی رہیں گی۔ تا حدنگاہ دوڑاتی رہیں گی۔ تیری زندگی ختم ہو جائے گی، خواہشات نہیں" بچہ نے سختی سے کہا۔ اشفاق کا رنگ زرد پڑھ گیا۔ ہاتھ کانپنے لگے۔ لڑکے کی آواز میں رعب ، چہرے پر سنجیدگی ، اور لہجہ داروغہ کا سہ تھا۔ مانو اشفاق کی زندگی کی کشتی کا چپو ہو۔ جو تیز لہروں کا مقابلہ کر، اسے سہی سمت ڈالنے کی کوشش کر رہا ہو۔" تو فکر حاصل کرنا چاہتا ہے، سکون چاہتا ہے تو ابھی اپنی خواہشوں کو چولہے میں ڈال دے، گلہ گھونٹ دے، دفنا دے۔ اور سن ، غور سے سن، بول مت صرف سن، اسکی سن۔ سوال نہ کر، بس سنتا جا۔ اسکی خواہش جان، خود جان، کسی سے مت پوچھ، خود پوچھ، اس سے اسکی چاہت ،اسکی مرضی،اسکی خواہش۔ پھر عمل کر، بس یہی کر، عمر بھر یہی کر۔ " لڑکے نے اتنا کہتے ساتھ ہاتھ چھوڑا اور تیزی سے بھاگنے لگا۔ اشفاق کا سر پھٹنے لگا۔ آزان کی آواز سنائ دینے لگی۔ آواز آہستہ آہستہ بلند ہونے لگی اشفاق ایک دم اٹھا،گھبرایا ہوا خوف میں بولا "او مائ گوڈ ! کیا ربش ڈریم تھی۔ اتنا برا خواب، نہ سر نہ پیر۔ اوپر سے یہ مولوی لوگ، اتنی اونچی آزانیں دے دے کر لوگوں کی نیند حرام کرتے ہیں۔ صبح صبح اٹھا دیا۔ اتنی امپورٹنٹ میٹنگ ہے آج، اگر ڈیل ہوگئ تو باس کتنا خوش ہوں گے۔ ہو سکتا ہے پروموشن بھی دے دیں۔ پھر واجد سے بھی بڑی گاڑی خریدوں گا لیکن یہ مولوی تھکاوٹ دور ہونے دے تب ہی ہے نا۔  اے ظالم! مجھے سکون حاصل کرنے دے۔" اشفاق بڑبڑاتے ہوئے واپس لیٹ گیا، کروٹ بدلی اور بہت گہری نیند سو گیا۔

(سعد اشتیاق)